رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منافقین سے حسنِ سلوک

(ریڈیو پاکستان سیمینار برائے ربیع الاول ۱۴۲۳ھ میں پیش کیا گیا)

ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک لرننگ، جامعہ کراچی

اللہ رب العالمین نے رحمۃ للعلمین ﷺ کو "ھدی للعلمین" میں ہدایتِ کائنات کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (۱)

ترجمہ: "یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی حیاتِ طیبہ) میں اچھا نمونہ ہے"

اللہ رب العزۃ نے آپ کو عرب کے جس معاشرے میں مبعوث فرمایا وہاں بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا اور قبائلی جنگیں سالہا سال نسل در نسل جاری رہتی تھیں، کھلی ہوئی معاشی، معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی بیماریاں اور برائیاں عام تھیں اور چھپی ہوئی سازشیں، کینہ پروری، بغض، عداوت اور انتقام کے جذبات بھی دبی ہوئی چنگاریوں کی طرح سلگتے رہتے تھے۔

مکی دور میں مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے مظالم سے نجات عطا فرمانے کیلئے جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے آپ نے ہجرت مدینہ کا حکم دیا اور خود بھی ہجرت فرمائی تو آپ کا واسطہ یہود و نصاریٰ سے پڑا۔

مدینہ منورہ ہی میں عبداللہ بن اُبی ابن سلول خزرجی نے اپنی سرداری و تاج پوشی کے خواب کو چکنا چور دیکھ کر رئیس المنافقین کے طور پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ منافقت کی ابتداء کی، جن کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

"وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَاتَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ" (۲)

ترجمہ: "اور بعض مدینے والے نفاق پر ڈٹ گئے ہیں، ابھی آپ انہیں نہیں جانتے ہم اُنہیں جانتے ہیں"

منافقین نے بظاہر مسلمانوں کے ساتھ رہ کر اُن جیسی عبادات کر کے اپنے آپ کو محفوظ رکھا، لیکن ہر بار اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی ہر منافقت کا پردہ چاک کر کے مسلمانوں کو بھی اُن کے شر سے محفوظ رکھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے بھی

ان کے ظاہری اسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تالیفِ قلب کی تا کہ وہ تذبذب سے نکل کر مخلص مسلمان بن سکیں۔ منافقین کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے ۳ھ غزوۂ اُحد کے موقع پر منافقین کی منافقت کھل کر سامنے آئی۔ قریشِ مکہ غزوۂ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کیلئے بھرپور تیاریوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں کوہِ اُحد تک پہنچ چکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کی تو دو رائیں سامنے آئیں۔ پہلی یہ کہ ''شہر میں قلعہ بند ہو کر لڑا جائے'' دوسری یہ کہ ''شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے''۔

رسول کریم ﷺ نے دوسری رائے پر بعد نمازِ جمعہ شہر مدینہ منورہ سے باہر کوچ کیا۔ اس وقت آپ کے ساتھ ایک ہزار افراد تھے۔ عبداللہ بن اُبی تھوڑے فاصلے مقام شوط تک جانے کے بعد اپنے تین سو منافق ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ''جب ﷺ نے میری رائے نہ مانی تو میں کیوں اُن کا ساتھ دوں اور ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے آپ کو قتل کرائیں''(۳)

رسول کریم ﷺ نے باقی ماندہ سات سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ غزوہ اُحد میں شرکت فرمائی اور بفضلہٖ تعالیٰ فتح مند ہو کر واپس لوٹے۔(۴)

آپ چاہتے تو اُسی وقت صحابہ کرام کے ساتھ مل کر عبداللہ بن اُبی اور اس کے تین سو ساتھیوں کو غداری اور میدانِ جہاد سے فرار کی سزا دے سکتے تھے مگر آپ نے اُن سے کوئی باز پرس بھی نہ کی اور نہ ہی اپنے حسنِ سلوک کے رویے کو تبدیل کیا۔

۲۔ ۴ھ میں ربیع الاول کے مہینے میں رسولِ کریم ﷺ قبیلۂ یہود بنو نضیر کی بدعہدی کی سزا دینے کیلئے صحابہ کرام کے ہمراہ ان کے علاقے میں پہنچے تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ آپ نے چھ دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ ''اس دوران عبداللہ بن اُبی بن سلول، ودیعہ بن مالک بن ابی قوتل اور داعس اور سوید وغیرہ نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ ''اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے اور اگر تم یہاں سے گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے''(۵)

اسی بات کو قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح بے نقاب فرمایا:

''وَاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ'' (۶)

ترجمہ: ''اور اگر تم لڑو گے تو ہم تمہاری ضرور مدد کریں گے''

رسول کریم ﷺ پر اگرچہ منافقین کی منافقت کھل چکی تھی مگر آپ نے صرف بدعہد بنو نضیر کو جلا وطن کیا اور منافقین

سے کوئی تعرض نہ کیا اور اُنہیں پھر غور کرنے اور سنبھلنے کا موقع عطا فرمایا۔

۳۔ ۵ھ میں غزوۂ احزاب کے موقع پر بنونضیر کی دیکھا دیکھی بنوقریظہ بھی بدعہدی پر تل گئے اور میثاق مدینہ سے روگردانی کرنے لگ گئے۔رسول کریم ﷺ نے انہیں دوبارہ معاہدہ یاد دلایا مگر وہ اپنی بدعہدی سے باز نہ آئے کیونکہ منافقین نے بھی اُنہیں شہ دی ہوئی تھی۔

خندق کی کھدائی کے بعد جب محاصرے کو ایک ماہ گذر گیا تو منافقین پھر اپنی منافقت پر کھل کر آ گئے اور بہانے بازی شروع کر دی، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَيَسْتَاذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ اِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَاهِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيدُونَ اِلَّافِرَارًا" (۷)

ترجمہ: "اور ان میں سے ایک گروہ نے نبی سے (واپسی کی) اجازت چاہی کہ ان کے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہیں مگر وہ (منافقین) بھاگ جانا چاہتے ہیں"

اوس بن قیض نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی پڑے ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔غرضیکہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے، کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔(۸)

ان منافقین کے خلاف حضور اکرم ﷺ نے کوئی کاروائی نہیں کی اور منافقین بھی یہ بات جانتے تھے کہ جب تک وہ ظاہری طور پر اسلام پر عمل کرتے رہیں گے ان کے خلاف کھل کر کوئی قدم نہیں اُٹھایا جائیگا اور نہ انہیں کبھی منافقت کی کوئی سزا ملے گی۔اسی بات نے ان کو اور ڈھٹائی سے شیر کر دیا تھا۔

۴۔ "شعبان ۶ھ میں غزوۂ بنی مصطلق میں فتح سے واپسی پر مقام مریسیع کے ایک چشمے پر ایک مہاجر جہجاہ بن مسعود غفاری کا ایک انصاری سنان بن وبر جہنی سے جھگڑا ہو گیا، دونوں نے اپنی اپنی حمایت کیلئے لوگوں کو پکارا۔ ۶
جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی، عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا۔اُس نے انصار کو حضور ﷺ اور مہاجرین کے خلاف اُبھارنے کیلئے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرورش کیا۔واللہ اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے۔تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا۔اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور ۷
چلے جاتے"(۹)

حضورﷺ نے فرمایا:

"مَابَالُ دَعوَی الجَاهِلِيَّة؟ مَالَكُمْ وَلِدَعْوَةِ الجَاهِلِيَّةِ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ (١٠)

ترجمہ: "یہ تم نے جاہلیت کے نعرے لگانے کیسے شروع کردیئے؟ تمہیں کیا ہوا (اسلام قبول کرنے کے بعد) جاہلیت کی پکار بڑی بری بات ہے۔

عبداللہ بن ابی کی فتنہ انگیز باتیں جب دربار رسالت میں پہنچیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"دَعْنِي اَضْرِبُ عُنُقَهُ" ترجمہ: "مجھے حکم دیجئے کہ اس (منافق) کی گردن اُڑادوں" آپ نے فرمایا:

"وَكَيْفَ يَاعُمَرُ اِذاً يُحَدِّثُ النَّاسَ اَنَّ مُحَمَّداً يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ" (١١)

ترجمہ: "کیسے اجازت دوں اے عمر! جب تو لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کردیتے ہیں" اس طرح آپ نے ایک بار پھر اُس منافق کی جان بخش دی۔

"اس منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ نے رسول کریمﷺ سے دریافت کیا کہ: "اگر آپ ضرور ہی اس کام (میرے باپ کے قتل) کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں" (۱۲) آپ نے فرمایا: "نہیں ہم اس کو قتل نہیں کراتے بلکہ اس کی صحبت کو اپنے ساتھ اچھا رکھنا چاہتے ہیں" (۱۳)

۵۔ غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر واقعہ افک پیش آیا اور منافقین نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی۔ حضورﷺ نے تہمت لگانے والوں حضرت مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حدِّ قذف لگانے کا حکم فرمایا کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کا باعث تھے۔ پس اُن پر حد لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگے۔ (۱۴) لیکن شواہد نہ ملنے کے باعث عبداللہ بن ابی بن سلول پھر سزا سے بچ گیا اور اُس سے کسی نے تعرض نہ کیا۔

۶۔ ۹ھ میں رومیوں کے لشکر کے مقابلہ میں غزوہ تبوک کیلئے جب مسلمانوں نے جنگی تیاریاں شروع کیں تو گرمیوں کا موسم تھا اور قحط کی سی صورتحال تھی۔ منافقین نے اس موقع پر بھی بہانے بازیاں شروع کردیں اور لوگوں کو روکنا چاہا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "لَا تَنْفِرُوا فِي الحَرِّ" (۱۵)

ترجمہ: "تم گرمی میں باہر نہ نکلو!" یہ کھلی منافقت دیکھنے کے باوجود بھی رسول کریمﷺ نے ہر موقع پر ان کے ساتھ رحمت للعٰلمین ہونے کا عملی ثبوت دیا۔

۷۔ ابو عامر خزرجی راھب کے ایما پر بارہ منافقینِ مدینہ نے ۹ھ میں مسجد قبا کے مقابل مسجد ضرار تعمیر کی۔ (۱۶) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس موقع پر بھی منافقین کی سازش سے حضور اکرمﷺ کو اس طرح آگاہ فرمایا: "وَالَّذِيْنَ

اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" (۱۷)

ترجمہ: ''اور ان لوگوں نے مسجد ضرار کفر کیلئے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کیلئے بنائی ہے''

آپ ﷺ نے اس موقع پر بھی ان کی سرکوبی نہیں کی صرف مسجد ضرار کو ڈھانے اور جلانے کا حکم دیا۔ جس پر صحابہ نے اُسے ڈھا کر وہاں آگ لگادی۔

اسی طرح ایک موقع پر ایک بدری صحابی نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے گھر بلایا، آپ وہاں تشریف لے گئے تو کھانے کیلئے اصرار ہوا، آپ راضی ہوگئے محلہ کے تمام لوگ اس موقع پر موجود تھے، کسی نے کہا: ''آج مالک بن دخیش نظر نہیں آتے'' ایک شخص نے یہ سن کر کہا: ''وہ منافق ہے'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہ کہو، وہ ''لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں'' (۱۸)

۸۔ جب منافق اعظم عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے بلایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکنا چاہا مگر آپ نے فرمایا: ''اے عمر! اگر مجھ کو معلوم ہوجائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے لئے دعائے مغفرت کروں'' (۱۹)

نمازِ جنازہ کے تھوڑی دیر بعد قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں: ''وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ ۝ (۲۰)

ترجمہ: ''اور آپ ان (منافقین) میں سے کسی کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونگے بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور وہ فاسق مرے''

اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی، حضور ﷺ نے اس کے بیٹے حضرت عبداللہ کی درخواست پر اپنی قمیص بھی اس کے کفن کیلئے عطا فرمائی۔ (۲۱)

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حتمی حکم نازل ہوگیا تو اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کفار کے ساتھ ساتھ منافقین کے خلاف بھی جہاد کیا اور ان پر سختی کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منافق کو قتل کرنے پر اور ایک نابینا صحابی کا اپنی گستاخِ رسول ﷺ باندی کو قتل کردینے پر اُن سے قصاص نہیں لیا۔

لہٰذا عصر حاضر میں اگر منافقین اعتقادی کے بارے میں گمان غالب ہو کہ حسن سلوک اور تالیفِ قلب سے وہ بے یقینی کی کیفیت سے نکل کر سچے اور پکے مسلمان ہوجائیں گے تو اس سنت کو زندہ کیا جاسکتا ہے اور اگر یہ گمان غالب ہو کہ وہ راہِ راست پر نہیں آئیں گے بلکہ اسلام کے لبادے میں مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہیں گے تو ان کے خلاف سختی سے جہاد کرنا چاہئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں رسول کریم ﷺ کی سچی محبت اور کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

حوالہ جات

۱) القرآن:۳۳(الاحزاب)۲۱

۲) القرآن:۹(التوبہ)۱۰۱

۳) عبدالملک بن ہشام، سیرت النبی (کامل، اردو) ج ۲، لاہور، ادارۂ اسلامیات، طباعت سوم ۱۹۹۴ء ص ۸۲ تا ۸۳، بالاختصار

ایضاً ص ۱۰۸

ایضاً ص ۱۴۳، ۱۴۴

القرآن:۵۹(الحشر)۱۱

القرآن:۳۳(الاحزاب)۱۳

۸) عبدالملک بن ہشام، سیرت النبی (کامل اردو) ج ۲، ایضاً ص ۱۶۰

۹) ایضاً ص ۱۹۴، ۱۹۵، بالاختصار

۱۰) کرم شاہ الازہری، پیر، تفسیر ضیاء القرآن، ج ۵، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۱۴۰۰ھ، ص ۲۴۶

۱۱) ایضاً ص ۲۴۷

۱۲) عبدالملک بن ہشام، سیرت النبی (کامل اردو) ج ۲، ایضاً ص ۱۹۶، بالاختصار

۱۳) ایضاً ص ۱۹۷، بالاختصار

۱۴) عبدالملک بن ہشام، سیرت النبی (کامل اردو) ج ۲، لاہور، ادارۂ اسلامیات، طباعت سوم ۱۹۹۴ء ص ۲۰۵ بالاختصار

۱۵) القرآن:۹(التوبہ)۱۸

۱۶) عبدالحق، دہلوی، شیخ، مدارج النبوۃ، ج ۲، مترجم مولانا غلام معین الدین نعیمی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۰ء، ص ۵۹۵

۱۷) القرآن:۹(التوبہ)۱۰۷

۱۸) رئیس احمد جعفری، مضمون ''سرورِ کائنات کا رویہ منافقوں سے''، نقوش، رسول نمبر، لاہور، ادارۂ فروغ اردو ۱۹۸۲ء، ص ۵۲۳

۱۹) عبدالملک بن ہشام، سیرت النبی (کامل اردو) ج ۲ ص ۳۵۵، بالاختصار

۲۰) القرآن:۹(التوبہ)۸۴

۲۱) عبدالحق، دہلوی، شیخ، مدارج النبوۃ، ج ۲، ایضاً ص ۶۳۴